International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
PP:13 -22

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

تزکیۂ نفوس کا نبوی منہج اور عصر حاضر میں اس کا اطلاق: ایک مطالعہ

Prophetic Strategy of purifying the human beings and its implementation in the contemporary age. A Study

Dr. Syed Muhammad Tahir Shah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Government Graduate College Satellite Town Rawalpindi
Naveed ur Rehman
Assistant Professor University Law College, University of the Punjab, Lahore.
Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan
Assistant Professor, Department of Urdu Encyclopedia of Islam, Allama Iqbal Campus, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Abstract

Human beings are the stat of the art creations of Allah on earth. Allah used to send his selected Prophets time to time to purify them and to keep them on right path. At the end of this process Allah sent Prophet Muhammad (Peace be upon him) and declared his obligatory duty to educate and purify the humanity. He performed his duty and purified and educated the humanity in a very small span of time with his practical examples of characters and teachings. He used and adopted specific methodologies, techniques and ways and got wonderful results in just twenty-three years of time. His followers got purified personalities spiritually, practically and ethically and became the leaders and role models for others. In this article it is focused on elaboration of these Prophetic methodologies and ways so that these can be adopted to purify the persons in this era as a role model and hence to change the world with good characters, spiritual right way and ethically right path.

Keywords:Purify,Characters,ways,spiritually,methodologies, humanity

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی شاہکار تخلیق قرار دے کر اس کو مختلف ذرائع سے لاحق ہونے والے عوارض سے پاک کرنے اور بچانے کے لیے اپنے چنیدہ انبیاء علیہم السلام اور الہامی راہنمائی کا سلسلہ جاری کیا جنھوں نے یہ فریضہ بحسن وخوبی ادا کیا۔ ان کے آخر میں حضرت محمد ﷺ کو کتاب و حکمت کی تعلیم اور تزکیہ ء انسانیت کی ذمہ داری سونپ کر مبعوث فرمایا۔

CC BY

آپ ﷺ نے کتاب الہٰی کی تعلیمات اور اپنے کردار و عمل ، پاکیزہ تعلیمات اور مخصوص منہج و حکمت عملی کے ذریعے زندگی بھر تزکیہ نفوس کا عمل جاری رکھا۔ آپ ﷺ کی تیئس سالہ مختصر مدت کی اس محنت کے یہ شاندار اور حیران کن نتائج و اثرات دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ نفوس قدسیہ دنیا میں انسانیت کے اعلیٰ ترین اوصاف اور مقام و مرتبہ کی علامت بن گئے اور پوری دنیا کو ایک شاندار نمونہ مہیا کر گئے۔ عصر حاضر میں اسی حکمت عملی اور منہج کو اختیار کرنے اور اس کی روح کے مطابق اطلاق کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انسانیت اس مقام و تزکیہ کو پھر سے حاصل کر سکے۔ زیر نظر تحقیقی مضمون میں آپ ﷺ کے اسی مؤثر منہج کے چند پہلوؤں کا تفصیلی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ عصر حاضر میں انسانیت کے لیے اس کو مشعل راہ بنایا جاسکے اور اس کا اطلاق کر کے نفوس کو تزکیہ جیسے وصفِ فوز و فلاح سے مزین کیا جاسکے۔

تزکیہءنفوس نبی اکرم ﷺ کا فرض منصبی

اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ ذکر کیا کہ آپ ﷺ لوگوں لوگوں کو کتاب و حکمت کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کا تزکیہ فرمائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"[1]۔
>
> "یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور انکا تزکیہ کرتے (یعنی ان کو پاک کرتے) اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں"۔

اور آپ ﷺ کے اسی وصف کو تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ قرآن مجید میں تین مقامات پر بیان کیا گیا ہے[2]۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد انسانیت کو کتاب و حکمت کی راہ ہدایت دکھانے کے ساتھ ساتھ ان کا تزکیہ بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں اس فرض منصبی کو نبھایا اور انسانیت کو پاک صاف کر دیا۔ ذیل میں اس حکمت عملی، منہج اور راستے پر تفصیلی روشنی ڈالی جاتی ہے جو کہ آپ ﷺ نے اس عمل میں اختیار کی اور جس کے اتنے عمدہ اور اعلیٰ نتائج حاصل ہوئے۔

تزکیہءنفوس کا نبوی منہج

تزکیہءنفس کے لیے آپ ﷺ نے بڑا پُر اثر اور مفید منہج اختیار کیا۔ اور اس کے لیے ایسی حکمت عملی استعمال کی جس کے ذریعے دلوں کی بیماری اور زنگ دور کیے اور بے راہ روی اور شقاوت قلبی کی بنیادی وجوہات کو ختم کیا جس کے بعد تزکیہ کا عمل آسان اور سہل ہو گیا۔ ذیل میں اس حکمت عملی کے چند ایک پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

1۔ اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت کی تاکید

سب سے پہلے تو آپ ﷺ نے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی پہچان اور معرفت کی ترغیب دی۔ اس مقصد کے لیے اول طور پر انسانیت کے دلوں کی پاکی کی بنیاد درست کی اور اللہ تعالیٰ کا جامع تعارف کروانے کے لیے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کے لیے اس کی توحید کو واضح کیا، اس کے مقام و مرتبہ سے روشناس کروایا اور دلوں سے شرک کی جملہ اقسام اور ان سے پیدا ہو جانے والے زنگ کو کھرچ کر پاک صاف کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنی ذمہ داری اور فرض منصبی اور شرک سے بے زاری کو یوں واضح فرمایا: قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبِ"[3] "یعنی آپ ﷺ فرما دیجیے کہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے"۔

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں شرک اتنی ناپسندیدہ چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیائے کرام علیہم السلام، جو کہ تزکیہ کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں، کے نام گنوانے کے بعد فرمایا: "وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ"[4] "یعنی اگر وہ لوگ بھی شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے"۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ شرک تو پہلے سے کیے گئے اعمال کے ضیاع کا سبب بن جاتا ہے چہ جائیکہ اس کے ہوتے ہوئے تزکیہ کا کوئی پہلو نکل سکے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے بڑا گناہ کون سے ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ"[5]۔ "یعنی تو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے"۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے محبوب ﷺ نے یہ وصیت کی ہے: أَنْ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا، وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ"۔[6] "یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا چاہے تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا جلا دیے جاؤ"۔

حضرت سید علی ہجویریؒ توحید کو کشف حجابِ دوم قرار دیتے ہوئے اس کی حقیقت کو یوں واضح کرتے ہیں: " اور حقیقت توحید یہ ہے کہ کسی کے ایک ہونے پر یقین کیا اور اس کے بعد ایک ہونے پر یقین اور علم صحیح ہو۔ اور ظاہر ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ اپنی ذات، اور صفات میں ایک اور لاثانی ہے اور اپنے افعال میں بے مثل ہے تو وہی ایک ہے۔ موحدوں نے اسے اسی صفت پر جانا ہے اور عقل نے اسی کا نام توحید رکھا ہے[7]۔

ان تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ تزکیہ کے لیے ترجیحات میں سب سے پہلے توحید کا اقرار و عمل اور شرک سے اجتناب انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ کی معرفت تزکیہ نفس میں اہم ترین مقام رکھتی ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے ذرائع بھی وہی معتبر ہیں جن کا منبع اور مصدر وحی الٰہی ہے یعنی قرآن وسنت۔ اسی مفہوم کے بارے میں مولانا امین احسن اصلاحیؒ فرماتے ہیں: "اس سے مراد وہ معرفت ہے جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم سے حاصل ہوتی ہے۔۔۔ چنانچہ اللہ کی معرفت کا سب سے زیادہ قطعی اور قابل اعتماد ذریعہ خدا کے وہ اسماء اور صفات ہیں جو اس نے خود اپنی کتاب میں بیان فرمائے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کو خود ہی سب سے بہتر جانتا ہے۔ اس وجہ سے اس نے اپنے بندوں کو اپنی صفات کے معاملے میں دخل اندازی سے منع فرمادیا ہے۔۔۔ انسان اگر اپنے جی سے اللہ تعالیٰ کی صفتیں بیان کرے گا تو وہ اس کو اپنی خواہشوں کے مطابق ایک مہادیو بنا کر رکھ دے گا اور پھر اپنے سارے دین کو اپنے اسی غلط تصور کے تحت اپنی خواہشوں کے سانچے میں ڈھالے گا"[8]

رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا جو کہ امت کے لیے بھی مسنون ہے، کے الفاظ بھی اسی طرح کی راہنمائی کرتے ہیں:

" لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ"[9]

یعنی اے اللہ! میں تیری ثناء کا حق ادا نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جتنی تو نے اپنی ثناء بیان فرمائی ہے"

پس اس سلسلہ میں سب سے ضروری اللہ تعالیٰ کی صفات کی سچی معرفت ہے۔ اس سے بندے کو خدا کی پسند اور ناپسند کا بنیادی علم ہوتا ہے۔ اور اس سے ہی وہ خدا کی قدرت، ربوبیت، رحمت اور حکمت کا تصور حاصل کرتا ہے۔ جو اس کے ایمان توکل، صبر اور رضا کی بنیادیں استوار کرتا اور جہاد زندگانی میں اس کے لیے عزم اور قوت فراہم کرتا ہے۔[10]

جب اللہ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو اللہ کی طرف سے ہدایت و تزکیہ کو آسان بنا دیا جاتا ہے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کی منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ خالق اور مخلوق کا تعلق علمی اور شعوری بنیادوں پر صحیح سمت میں استوار ہوتا ہے اور اللہ کی یاد اور پکار و عبادات تصنع، بناوٹ، ریاکاری اور غلو سے پاک ہوتی ہیں جس سے بندگی صحیح معنوں میں حاصل ہوتی ہے۔

2۔ محبتِ الٰہی اور اس کے حصول کے عملی راستے

اللہ کی معرفت کے اس پہلے مرحلے کے بعد اللہ کی محبت کا مرحلہ آتا ہے۔ اور محبت الٰہی کے حصول کے علمی راستے کے ساتھ ساتھ ایک انتہائی مؤثر اور مفید عملی راستہ بھی بتلایا گیا ہے۔ یہ عملی راستہ ایک معین اور محسوس شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے اور جسے وہ لوگ بھی اختیار کر سکتے ہیں جو زیادہ عملی کاوشوں کے متحمل نہیں ہو سکتے اور یہ راستہ نبی اکرم ﷺ کی کامل اتباع اور پیروی کا راستہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ"[11] یعنی آپ ﷺ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی (اتباع) کرو، اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا"۔

حصول تزکیہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے محبت کا یہ عملی راستہ اس لیے بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے کیونکہ نبی ﷺ محبت اور محبوبیت دونوں کے کامل نمونہ ہیں اور محبت اور محبوبیت جیسے نازک مسئلہ سمجھانے کے لیے سب سے زیادہ سہل راستہ یہی ہو سکتا ہے کہ ایک چلتی پھرتی زندگی میں اس کو لوگوں کے سامنے ممثل کر دیا جائے[12]۔ خود پیغمبر ﷺ نے بھی ایمان کی تکمیل کو اپنی محبت اور اطاعت کے ساتھ مشروط قرار دیا ہے۔ **لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"**[13]

یعنی تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اس کے والدین، اولاد اور تمام دنیا کے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔ اور پھر اس محبت کے لازمی تقاضے کو یوں بیان فرمایا جو کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ"**[14]

یعنی تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات ان تعلیمات (دین) کے تابع نہ ہو جائیں جو میں لے کر آیا ہوں۔ ان فرامین سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ کی محبت، ایمان کی تکمیل، تزکیہ اور بندگی کا اعلیٰ ترین مقام اتباع رسول ﷺ کی بدولت ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے اور اس کی عبادت کرنے کا عملی نمونہ پیش اس ارشاد کے ساتھ فرمایا" افلا اکون عبداً شکورا" یعنی کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں؟

2۔ عبادات کا جامع نظام

آپ ﷺ نے تزکیہ نفس کے لیے عبادات کا ایک مکمل نظام اور ہدایات عطا کیں اور ان عبادات کی اقسام جیسا کہ ارکان اسلام اور اذکار وغیرہ کا بیان اور ان پر مداومت، ان کی حدود و قیود، طریقے، آداب اور ان کو خالص اللہ کی ذات واحد کے ساتھ مختص کرنے کا بنیادی اور مرکزی نقطہ واضح فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فرمان **"فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ"**[15] (یعنی اللہ کی عبادت کرو، اس کی عبادت کو شرک سے خالص کر کے)، کو آپ ﷺ نے خود بھی مکمل طور پر اختیار فرمایا اور امت کو بھی اس کی تعلیم دی کہ عبادت چاہے بدنی ہو یا زبانی یا مالی ہر قسم کی عبادات کو خالص اللہ کے لیے مختص کر کے کیا جائے تاکہ عبادات کے مکمل فوائد و ثمرات میسر آسکیں اور تزکیہ نفس میں ان عبادات کی افادیت کو استعمال کیا جاسکے۔

اسلام کے تصور عبادت کو بھی گہرائی کے ساتھ سمجھنا ضروری ہے۔ مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے اسلام کی عبادات کو کچھ اس طرح واضح کیا کہ اسلام میں عبادت کا یہ تصور نہیں ہے کہ آدمی دنیا کی زندگی سے الگ ہو کر خدا سے لو لگائے، مراقبہ، نفس کشی، مجاہدات و ریاضت کے ذریعہ سے اپنی اندرونی قوتوں کو نشو و نما دے، کشف و کرامات کی قوتوں کو اپنے اندر پیدا کرے اور دنیوی زندگی کی ذمہ داریوں سے سبکدوشی حاصل کر کے اخروی نجات حاصل کرے۔۔ بلکہ اسلام کا تصور عبادت یہ

ہے کہ آپ کی ساری زندگی خدا کی بندگی میں بسر ہو، آپ اپنے آپ کو دائمی اور ہمہ وقتی ملازم سمجھیں، آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی خدا کی عبادت سے خالی نہ ہو، اس دنیا میں آپ جو کچھ بھی کریں خدا کی شریعت کے مطابق کریں۔۔ گویا دنیا کو چھوڑ کر کونوں اور گوشوں میں جا بیٹھنا اور اللہ اللہ کرنا عبادت نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کے دھندوں میں پھنس کر اور دنیوی زندگی کی ساری ذمہ داریوں کو سنبھال کر خدا کے قانوں کی پابندی کرنا عبادت ہے[16]۔ اسلام نے روحانی ترقی اور خدا کی یافت کا بھی یہی راستہ بتلایا ہے کہ انسان خدا کو جنگلوں اور پہاڑوں میں یا عزلت کے گوشوں میں نہیں پا سکتا، خدا اس کو انسانوں کے درمیان اور دنیوی زندگی کے ہنگامہء کارزار میں ملے گا اور اس قدر قریب ملے گا کہ گویا وہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے[17]۔ مثال کے طور پر نماز ہی کو لیجیے یہ اللہ تعالیٰ سے غفلت دور کرنے کا سب سے مؤثر اور کارگر نسخہ ہے۔ نماز کے شرائط ،اوقات، نماز کی صورت و ہیئت، نماز کی دعائیں، غرض اس کی ایک ایک چیز انسان کو بیدار کرنے والی اور جھنجوڑنے والی ہے۔ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص نماز کے تمام شرائط و آداب کے ساتھ اہتمام کرے اور اس کے دل پر غفلت کا میل کچیل باقی رہ سکے[18]۔ اسی طرح دوسری عبادات میں روزہ، زکوۃ، حج اور جہاد انسان کو تزکیہ کے لیے مناسب اور سازگار ماحول اور اثرات مہیا کرتے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں ان عبادات کے مقاصد اصلیہ یہی بیان کیے گئے ہیں کہ انسانوں میں رہتے ہوئے ان کے حقوق کی ادائیگی کے دوران ہی عبادات بھی بجالائی جائیں اور ان سے اپنا تزکیہ نفس بھی کیا جائے۔

3۔ اخلاقیات کے ذریعے تزکیہ

آپ ﷺ کے اس منہج کا ایک شاندار پہلو آپ ﷺ کا ترک دنیا کی بجائے انسانوں میں رہتے ہوئے تزکیہ نفس کے لیے پیش کردہ اخلاقیات کا ایک جامع نظام اور اس سلسلہ میں اپنی ذات مبارکہ کا کامل اور عملی نمونہ پیش کرنا تھا۔ آپ ﷺ کا اپنا مقام اخلاق تو آیت مبارکہ: " وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ[19]" سے واضح ہو جاتا ہے نیز آپ ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد تکمیلِ حسنِ اخلاق قرار دے کر گویا اپنی ذمہ داری اور فرائض منصبی میں سے اہم ترین کا تذکرہ فرما دیا اور ارشاد فرمایا: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي بِتَمَامِ مكارمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الْأَفْعَالِ "(یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل اور اچھے افعال کو مکمل کرنے کے لیے مبعوث فرمایا ہے)۔[20]۔

آپ ﷺ نے اخلاق حسنہ کو تزکیہ نفس میں اتنی اہمیت دی کہ اچھے اخلاق اختیار کرنے کو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا اور ارشاد فرمایا: "أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا"[21](یعنی ایمان کے اعتبار سے کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق ان میں سے زیادہ اچھے ہیں)۔ نیز حسن خلق کو گناہوں اور خطاؤں کے مٹانے اور زائل کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "الْخُلُقُ الْحَسَنُ يُذِيبُ الْخَطَايَا كَمَا يُذِيبُ الْمَاءُ الْجَلِيدَ"[22]، یعنی حسن خلق گناہوں کو ایسے پگھلا دیتا ہے جیسے پانی برف کو پگھلا دیتا ہے۔ اسی طرح اچھے اخلاق کو اہل جنت کے اعمال میں سے قرار دیتے ہوئے ارشاد

فرمایا: "إِنَّ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ"[23]۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے اچھے اخلاق کے حصول اور برے اخلاق سے پناہ کے الفاظ پر مشتمل دعائیں امت کو تعلیم و تلقین فرمائیں۔

الغرض آپ ﷺ کی صفات لازمہ یا انفرادی اخلاق جیسے حیاء، حلم وبردباری، لطف ورفق، تواضع اور سادگی وقناعت وغیرہ ہوں یا صفات متعدیہ یا اجتماعی اخلاق جیسے شجاعت و استقلال، دیانت و امانت، عدل، جود و سخا، ایثار و مہمان نوازی، ایفاء عہد، عفو و درگذر، دشمنوں سے سلوک اور شفقت و رحمت وغیرہ ہوں، آپ ﷺ نے ہر دو اقسام کے اخلاق میں اپنی تعلیمات اور سیرت و اسوہ کے شاندار نمونے مہیا فرمائے ہیں جو کہ دور حاضر کے تمام انسانوں کے لیے حصول تزکیہ کے بہترین ذرائع، مشعل راہ اور جادہ منزل ثابت ہوسکتے ہیں۔

4۔ دعوت الی اللہ میں تسلسل

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پوری انسانیت کے لیے پیغمبر بنا کر آپ ﷺ کو یہ ذمہ داری سونپی: "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ"[24] (یعنی (اے پیغمبر ﷺ) جو حکم آپ کو اللہ کی طرف سے ملا ہے وہ لوگوں کو علی الاعلان سنا دیں)۔ اس پر پوری زندگی آپ ﷺ کاربند رہے اور آپ ﷺ نے تزکیہ نفوس کے پیش نظر دعوت الی اللہ کا تسلسل اور اس میں انسانی طبائع و نفسیات کا لحاظ رکھا۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے دعوتی اسلوب کی ایک انتہائی اہم خصوصیت دعوتِ دین کے بعد مخاطبین ومخالفین کے منفی اور معاندانہ رد عمل پر اختیار کیا گیا آپ ﷺ کا مثبت اور متحمل طرز عمل اور رویہ تھا۔ چنانچہ تمام دعوتی امور اور مشنِ تبلیغ میں آپ ﷺ کی استقامت، دوام و تسلسل، صبر و ثبات، عفو و درگزر، تحمل وبردباری، برداشت اور اچھے اخلاق و کردار کا مظاہرہ دعوت کے عمل کو انتہائی مؤثر بنا دیتا تھا۔ آپ ﷺ دعوت دینے کے لیے مناسب موقع و محل اور وقت کو خصوصیت سے ملحوظ رکھتے تھے۔ تدریج اور حکمت وسلیقہ بھی آپ ﷺ کے دعوتی اسلوب کا خاصہ تھے۔ مخاطبین کے ساتھ رفق و نرمی اور دعوت میں سہولت، آسانی اور تیسیر ہمیشہ آپ ﷺ کے پیش نظر رہتی تھی۔ آپ ﷺ اہم بات کو تو تین مرتبہ تکرار سے تاکید فرماتے جبکہ عمومی طور پر دعوتی پیغام میں ایجاز و اختصار سے کام لیتے تھے۔

آپ ﷺ کے اسلوب دعوت کی سب سے اہم خاصیت یہ تھی کہ آپ ﷺ مخاطبین دعوت کی ذہنی سطح و استعداد، مدارج عقلی اور نفسیات کے عین مطابق دعوت دیتے تھے۔ سامع کے میلانات ورجحانات، لب ولہجہ اور محاورات اور زبان کے مطابق ان کو دعوت دی جاتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ مخاطب کے معاشرتی وسیاسی مقام و مرتبہ اور مدعو کی عزت نفس کو ملحوظ رکھ کر دعوت دیتے تھے۔ یہ لحاظ رکھنا بھی درحقیقت تزکیہ نفس اور علاج بقدر مرض کے پیش نظر ہی ہوا کرتا تھا۔ اور چونکہ ہر دور کے لوگوں کی تزکیہ نفس کی ضرورتیں اس دور کے جدید تقاضوں کے مطابق مختلف ہوتی رہتی ہیں اس لیے ان کے لیے جدید ذرائع کو اختیار کرنا بھی عین فطری تقاضا ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ جدید ذرائع کو اختیار کرنے پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے تبلیغ کے جو طریقے اختیار

کیے وہ ان کے زمانوں کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ اور ترقی یافتہ طریقے تھے۔ اور یہ طریقے حالات کے تغیر اور تمدنی ترقیوں کے ساتھ ساتھ بدلتے بھی رہے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس معاملہ میں کسی ایک ہی طریق پر اصرار صحیح نہیں ہے بلکہ داعیان حق کو چاہیے کہ تبلیغ و تعلیم کے لیے وہ ہر زمانہ میں وہ طریقے اختیار کریں جو اس زمانہ میں پیدا ہو چکے ہوں اور جن کو اختیار کر کے وہ اپنی کوششوں اور قابلیتوں کو زیادہ سے زیادہ مفید اور نتیجہ خیز بنا سکتے ہوں"۔[25]

5۔ صالح صحبت کی ترغیب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تقویٰ اختیار کرنے اور اچھوں کی صحبت اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"[26]

یعنی اے اہل ایمان اللہ سے ڈرتے رہو اور راستبازوں کے ساتھ رہو۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "المرءُ عَلى دِينِ خَلِيْلِه فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ"[27] (یعنی انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے؛ اس لیے تم میں سے ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے)۔ کیونکہ جس طرح اہلِ صدق واہلِ تقویٰ کی صحبت انسان کی زندگی پر مثبت اثر ڈالتی ہے، اسی طرح برے لوگوں کی صحبت وہم نشینی کے منفی اثرات بھی زندگی پر پڑتے ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے ایک دل نشیں مثال کے ذریعہ اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ برے ہم نشیں اور اچھے ساتھی کی مثال عطار اور لوہار کی سی ہے۔ اچھا ساتھی عطر فروش کی طرح ہے کہ یا تو وہ تمہیں عطر تحفۃً دیگا یا تم اس سے عطر خریدو گے یا کم از کم تم اس کے پاس اس کی پاکیزہ خوشبو سے لطف اندوز ہوگے۔ برا ساتھی بھٹی میں دھونکنے والے کی طرح ہے جو یا تو تمہارے بدن اور کپڑے کو جلادے گا یا تم اس کی بدبو پاؤ گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "لَاتُجَالِسْ أهلَ الأهواءِ فَانَّ مُجَالَسَتَهُمْ مُمَرِّضَةٌ لِلقلبِ" یعنی بروں کی صحبت میں نہ بیٹھو؛ اس لیے کہ ان کی صحبت دل اور روح کو بیمار کر دیتی ہے۔ بروں کی صحبت دین وایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور انسان کو راہِ حق سے منحرف کر دیتی ہے، بروں کو دوست رکھنے والا قیامت میں پشیمان اور شرمندہ ہو گا، وہ کہے گا کہ اے کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا، اس نے مجھے حق حاصل ہونے کے بعد راہِ حق سے پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس حسرت کو قرآن میں یوں ذکر فرمایا:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلاً يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَاناً خَلِيلاً لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَائَنِي"[28]

(یعنی جس دن ناعاقبت اندیش ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کھائے گا اور کہے گا کہ اے کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ رشتہ اختیار کیا ہوتا۔ اے کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا، اس نے مجھ کو کتاب نصیحت کے میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا)۔

مولانا دبیر احمد قاسمی صالح صحبت کے اثرات اور ان کی مثالوں کو یوں واضح کرتے ہیں: نبی ﷺ کے فیضِ تربیت نے حضراتِ صحابہ کو آسمانِ ہدایت کا درخشندہ ستارا بنادیا۔ یہ آپ کی صحبت کا فیض تھا کہ ذرے آفتاب وماہتاب بن گئے، جو گم کردہ راہ تھے وہ اوروں کے ہادی بن گئے۔ مدرسۂ نبوت کے خوشہ چینوں سے جنھوں نے اکتسابِ فیض کیا، انھیں تابعی ہونے کا شرف حاصل ہوا، انھوں نے نبوت سے قریب کا زمانہ پایا تھا؛ اس لیے وہ اخلاص وللّٰہیت، دیانت وتقوی اور انابت الیٰ اللہ میں صحابہ کی ہو بہو تصویر تھے۔ حضراتِ تابعین کی نگاہِ لطف ومحبت نے تبعِ تابعین کو اخلاق واخلاص کا گوہرِ نایاب بنادیا۔ یہ سب کرشمے تھے اہلِ سعادت کی صحبت وہم نشینی کے[29]۔

؎ جمال ہم نشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

الغرض انسانیت کو اچھی اور صالح صحبت کے اختیار کرنے اور بصورتِ لغزش، توبہ اور استغفار جیسا رجوع اور علاج تجویز کرنا بھی آپ ﷺ کے منہجِ تزکیہ ہی کا حصہ ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] ۔ آل عمران 164:3

[2] ۔ البقرۃ 129:2 / الجمعۃ 2:62

[3] ۔ الرعد 36:13

[4] ۔ الانعام 88:6

[5] ۔ البخاری، امام محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التوحید، رقم الحدیث 7520

[6] ۔ ابن ماجہ، امام، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، رقم الحدیث 4034

[7] ۔ الحجویری، حضرت سید علی بن عثمان، کشف المحجوب، مترجم اردو از ابو الحسنات سید محمد احمد قادری، (لاہور: مکتبہ شمس و قمر، 2012)، ص 458

[8] ۔ اصلاحی، امین احسن، تزکیہ نفس، (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2020ء)، ص 369

[9] ۔ مسلم، امام، الجامع الصحیح، کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث 486

[10] ۔ اصلاحی، نفس المصدر

[11] ۔ آل عمران 31:3

[12] ۔ اصلاحی نفس المصدر، ص 372

[13] ۔البخاری، امام، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب حب الرسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم من الایمان، رقم الحدیث 15

[14] ۔البغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود، شرح السنۃ،(بیروت دمشق: المکتب الاسلامی، 1403ھ)، کتاب الایمان، رقم الحدیث 104

[15] ۔الزمر 2:39

[16] ۔مودودی، مولانا ابو الاعلیٰ، اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ۔2002ء) ص 10-15

[17] ۔ نفس المصدر

[18] ۔اصلاحی، نفس المصدر، ص 244

[19] ۔القلم 4:68

[20] ۔الطبرانی، ابو القاسم، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، دار الحرمین القاہرہ، رقم الحدیث 6895

[21] ۔الطبرانی، المعجم الاوسط، رقم الحدیث 4422

[22] ۔الطبرانی، المعجم الاوسط، الرقم الحدیث 850

[23] ۔ابن الاعرابی، ابو سعید احمد بن محمد، معجم ابن الاعرابی، دار ابن الجوزی، مکہ مکرمہ سعودی عرب، 1418ھ، رقم الحدیث 649

[24] ۔الحجر: 94

[25] ۔اصلاحی، امین احسن مولانا، دعوت دین اور اس کا طریق کار (لاہور، فاران فاؤنڈیشن 2014ء) ص 89

[26] ۔التوبہ 119:9

[27] ۔(مسند احمد، ترمذی)

[28] ۔الفرقان 25:27-29

[29] https://darululoom-deoband.com/urduarticles/archives/2797۔